رسائل و مسائل

فقہی اختلاف کی حقیقت

'اسلامی فقہ اکیڈمی مکّہ مکرمہ نے اپنے دسویں اجلاس منعقدہ ۲۴-۲۸صفر ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۷-۲۰/اکتوبر ۱۹۸۷ء میں ایک فیصلہ دیا تھا۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر پیش ہے۔(ادارہ)

''مجلس نے ان مشکلات اور تصورات کا مطالعہ کیا اور جائزہ لیا ہے، جو اختلافِ مذاہب کے سلسلے میں نوخیز ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ ان کی بنیاد اور مفہوم سے واقف نہیں ہوتے۔ یہ تصورات بعض گمراہ کن لوگ ان میں پھیلاتے ہیں۔ مجلس سمجھتی ہے کہ جب اسلامی شریعت واحد ہوگی، اس کے اصول قرآنِ مجید اور سنتِ ثابتہ سے (یک جا صورت میں) اخذ کیے جائیں گے تو پھر مذاہب میں اختلاف کیوں پیدا ہوگا؟ پھر کیوں مذاہب متحد نہ ہوں گے کہ مسلمان احکامِ شریعت کے ایک فہم اور ایک مذہب کے ساتھ کھڑے ہوسکیں۔

اسی طرح مجلس نے مذہبی عصبیت اور اس سے پیدا ہونے والی مشکلات کا بھی جائزہ لیا ہے۔ خصوصاً عہد حاضر میں بعض نئے زاویہ ہائے نظر کے پیروکاروں کا معاملہ کہ یہ لوگ جدید اجتہادی تصور کی طرف بلاتے ہیں اور قدیم اسلامی اَدوار سے لے کر اب تک اُمت کے قبول کردہ مستقل مذاہب پر طعن کرتے ہیں۔ اس کے ائمہ کو تنقید کا نشانہ بناتے یا بعض کو گمراہ قرار دیتے ہیں اور لوگوں کے درمیان نئے نئے فتنے کھڑے کرتے ہیں۔ مجلس اس موضوع کی مناسبت سے جملہ اُمور اور گمراہی و فساد کی صورت میں نکلنے والے اس کے نتائج کا تجزیہ کرنے کے بعد دونوں گروہوں (گمراہی کے فتوے لگانے والوں اور عصبیت میں مبتلا کرنے والوں) کو درج ذیل بیان کے ذریعے تنبیہ کرتی اور توجہ دلاتی ہے:

مسلم ممالک میں مذاہب کے فکری اختلاف کی دو قسمیں ہیں:

● اعتقادی مذاہب میں اختلاف ● فقہی مذاہب میں اختلاف۔

پہلا اختلاف، یعنی اعتقادی اختلاف واقعتاً ایک عذاب کی سی شکل اختیار کرتے ہوئے مسلم ممالک میں خطرناک حد کو پہنچ گیا ہے۔ جس سے مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی ہے اور یہ سخت قابلِ افسوس صورتِ حال ہے۔ یقیناً اُمت کو اہل السنۃ والجماعت کے مذہب پر مجتمع ہونا چاہیے، جو مذہب عہدِ رسالت اور عہدِ خلافتِ راشدہ میں صاف و شفاف اسلامی فکر کی صورت میں قابلِ اتباع رہا ہے۔ خلافت راشدہ کے منہج کو قابلِ اِتباع ہونے کا یہ حق اس لیے حاصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> تم پر میری سنت اور میرے بعد خلفاے راشدینؓ کی سنت کی پیروی لازم ہے۔ اس پر تمسک اختیار کرو اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

دوسرا اختلاف، یعنی بعض مسائل میں فقہی مذاہب کا اختلاف ہے، تو اس کے علمی اسباب ہیں اور یہ موضوع غور و فکر کا تقاضا کرتا ہے۔ اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بلیغ حکمت موجود ہے اور یہ بندوں پر اس کی رحمت ہے۔ یہ نصوص [متن] سے احکام اخذ کرنے کے میدان میں وسعت کا ذریعہ ہے۔ یہ قانونی، فقہی دولت نعمت بھی ہے، جو اُمت اسلامیہ کو اس کے دین و شریعت کے معاملے میں وسعت سے ہم کنار کرتی ہے۔ اس کا انحصار محض ایک مسئلے یا معاملے میں شرعی تطبیق ہی پر نہیں محدود رہتا کہ اس کے علاوہ اس کا کوئی مقصود نہ ہو۔ صورتِ واقعہ یہ ہے کہ جب اُمت کسی امام کے مذہب میں تنگی محسوس کرتی ہے تو وہ دوسرے امام کے مذہب میں وسعت، نرمی اور سہولت پاتی ہے، خواہ یہ عبادات کے مسائل ہوں یا معاملات کے، عائلی اُمور ہوں یا فوجداری معاملات، اور یہ وسعت بھی شرعی دلائل کی روشنی ہی میں ملتی ہے۔

اختلافِ مذاہب کی دوسری قسم، یعنی فقہی اختلاف کوئی نقص نہیں ہے اور نہ یہ دین اسلام کے اندر کسی تناقض کی علامت ہے۔ کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس کے پاس کوئی ایسا کامل قانونی نظام ہو جو اس کے اپنے فہم و اجتہاد سے تشکیل پایا ہو اور اس میں یہ فقہی و اجتہادی اختلاف نہ ہو۔

یہ ممکن ہی نہیں کہ اختلاف نہ ہو، کیوں کہ بیش تر نصوصِ اصلیہ ایک سے زائد صورتوں میں رہنمائی کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ نص تمام امکانات کا احاطہ کرلے۔ اس لیے کہ نصوص تو محدود ہوتی ہیں اور وقائع (واقعات) غیر محدود ہوتے ہیں جیسا کہ علما کی ایک تعداد نے کہا ہے: